© rasailojaraid.com

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۷ مئی ۱۹۹۴ء کی اخباری اطلاع کے مطابق چرچ آف پاکستان اور کیتھولک چرچ کے بشپ صاحبان کے ایک تین رکنی وفد نے صدر مملکت سردار فاروق احمد لغاری سے ملاقات کی اور ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی پر اپنی فکرمندی کا اظہار کیا۔ بشپ صاحبان کی رائے میں فرقہ پرستی کے نتیجے میں معاشرے اور بالخصوص دیہات میں مذہبی طبقاتی تقسیم نمایاں ہو رہی ہے۔ صدر مملکت نے بشپ صاحبان کو بجا طور پر یقین دلایا کہ اس ناخوشگوار صورت حال سے وفاق اور صوبائی حکومتیں پورے طور پر باخبر ہیں اور ان کی جانب سے معاشرے کے مختلف طبقوں کے درمیان ہم آہنگی کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ صدرِ مملکت نے اپنے اس یقین کا اظہار بھی کیا ہے کہ مستقبل میں مسیحی برادری اور مسلمان آبادی ماضی کی روایات کے مطابق باہم خیر سگالی کے جذبے کے ساتھ زندگی گزارے گی۔

مسیحی رسائل و جرائد کے قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ وطنِ عزیز کی مسیحی برادری سماجی اور مذہبی اعتبار سے نہایت سرگرم ہے۔ تعلیم و اشاعت کے تمام ذرائع اس کی دسترس میں ہیں۔ آئے دن نئے گرجا گھر تعمیر ہوتے رہتے ہیں، مگر مسیحی برادری کی ان سرگرمیوں پر، جوان کے دین و ایمان کے تقاضوں کے مطابق ہیں، مسلم اکثریت کے کسی حلقے کی جانب سے انگلی نہیں اٹھی۔ (حال ہی میں اسلام آباد میں ایک نئے گرجا گھر کے افتتاح پر اخبارات نے خصوصی کالم شائع کیے ہیں۔) مختلف مسلم مکاتبِ فکر کے درمیان روابط کے انحطاط سے قطع نظر مسلم - مسیحی تعلقات کی کشیدگی کے اسباب کیا ہیں؟ گزشتہ چند برسوں کی مسیحی احتجاجی سیاست سے واضح ہے کہ وفاقی حکومت کی سطح پر اسلامی شریعت کے حوالے سے اقدامات ہمارے بعض مسیحی بھائیوں اور بالخصوص ان کے مذہبی رہنماؤں کو پسند نہیں۔ وہ مذہبی رہنما ہونے اور لوگوں کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرنے کے باوجود مسلم اکثریت کا یہ حق تسلیم نہیں کرتے کہ وہ اپنے عقیدہ و ایمان کے مطابق قانون سازی کر سکیں اور معاشرے کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔

"فرقہ پرستی" کے خلاف اقدامات کرنا محض حکومت ہی کا فرض نہیں ہے بلکہ وہ افراد جو عوام کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کے داعی ہیں، ان کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ ناخوشگوار صورتِ حال بدلنے کے لیے کوشاں ہوں، اور ایک دوسرے کے "جمہوری حقوق" کا احترام کریں۔

© rasailojaraid.com